اے اُمّتِ مُسلمہ کے بیٹو اور بیٹیو!

کیا تم اپنے آقا ﷺ کے احسانات بھول گئے؟

[illegible]

مکتبہ نقش الثانی

[illegible]

تمھیں احساس ہے؟

﴿حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

ہر طرف وحشت کا طوفان ہے تمہیں احساس ہے؟
انس سے محروم انساں ہے تمہیں احساس ہے؟
شاخِ گل پہ بیٹھ کر اے چہچہاتی بلبلو
برق کی زد میں گلستاں ہے تمہیں احساس ہے؟
اے طبیبانِ جہاں، اے غمگساران بشر
ڈوبنے کو نبضِ دوراں ہے تمہیں احساس ہے؟
اے نگہداران ملت، پاسبانانِ وطن
کس خطر میں نقدِ ایماں ہے تمہیں احساس ہے؟
بستی بستی دشت وحشت سے ہوا سہمی ہوئی
ہر سحر شامِ غریباں ہے تمہیں احساس ہے؟
آہ! اس بازارِ گیتی میں ہوئی ہر شے گراں
ہے تو خونِ مسلم ارزاں ہے تمہیں احساس ہے؟
نوجوانانِ وطن کے دامنِ کردار میں
فکر تیرہ عقل ویراں ہے تمہیں احساس ہے؟
جعفر و صادق کی چیرہ دستیاں ہیں اوج پر
اور وفا تنہا پریشاں ہے تمہیں احساس ہے؟
خطہ کشمیر و بوسینیا میں ارض ہند میں
زندگانی حشر عنواں ہے تمہیں احساس ہے؟
طارق و محمود کے بیٹوں کی ایسی بے حسی
کفر خود بھی اس پہ حیراں ہے تمہیں احساس ہے؟
سیدِ لولاک کے گستاخ کو امن و اماں
تخت پہ ابلیس رقصاں ہے تمہیں احساس ہے؟
نقش لاثانی کا سگ یہ آ گیا بے بال و پر
آج کیوں گریہ و نالاں ہے تمہیں احساس ہے؟

اے اُمتِ مسلمہ کے بیٹو اور بیٹیو!

کیا تم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات بھول گئے؟

نذرِ انتساب

اس شخصیت کے نام جن کا نور نظر

عصر حاضر میں حق کا ترجمان، سیّد ابرار کا مدح خواں،

سعدی و جامی کا ہم زباں، مسلک مجدد کا پاسبان، فکر رضا کا زندہ نشاں

قائد و اقبال کے افکار کا نگہبان، فخر عارفاں، عظیم نکتہ داں، سراپا سوز میر کارواں، شیریں سخن

خوش بیاں، دشمنوں کی راہ کا کوہِ گراں، ہمارا دمساز ہمارا مہرباں، ترجمانِ حقیقت، شہبازِ طریقت، اسلاف کی نشانی،

شہکار حضور نقش لاثانی، مورخ اسلام حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

میری مراد وہ عظیم شخصیت زبدۃ الصالحین، امام العاشقین صوفی باصفا، عابد بے ریا گدائے شہنشاہ لاثانی و نقش لاثانی

جناب محمد مقبول نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جن کی آغوش پدری میں حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پرورش پائی اس کتابچے کا انتساب انہی کے نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ان عظیم ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سگ بارگاہ حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ممنون آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہیں پتھروں کے سامنے سجدہ ریز کر کے تمہیں ذلیل کیا جاتا تھا، تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے ان بتوں کو توڑا اور تمہارا رشتہ تمہارے خالق و معبود حقیقی سے جوڑا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہیں شراب، جوے، بدکاری اور فحاشی کا دلدادہ بنا کے تمہیں انسانیت ہی سے عاری کر دیا گیا تھا، تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہیں مقصد تخلیق سے آگاہ کر کے تمام اقوام جہاں کا امام اور دنیا بھر کے انسانوں کا رہنما بنا دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب ماں باپ اپنی بچی کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اور بیٹے سوتیلی ماؤں کے خود وارث و مالک بن جایا کرتے تھے، تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہیں اپنی بچیوں بلکہ جہاں بھر کی خواتین بلکہ ساری انسانیت کا محافظ بنا دیا اور ماؤں، بہنوں اور بیویوں ہی کے نہیں، پڑوسیوں اور سب رشتہ داروں کے حقوق سکھا کر تمہیں رحم و کرم سے آشنا کیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تم ظلمتِ اوہام میں کھوئے ہوئے تھے، تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے نور سے تمہیں اندھیروں سے نکالا، عقل و تدبر کی راہ پر ڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے تم دنیا میں سائنس و حکمت کی بنیاد رکھنے والے بن گئے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب تمہارے پاس زندگی کا کوئی دستور نہیں تھا اور انسانیت کا قافلہ کسی گائیڈ لائن کے بغیر زندگی کی تاریک راہوں پر بغیر کسی منزل کے ٹامک ٹوئیاں مارتا ہوا جا رہا تھا، تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہارے ربّ کی طرف سے تمہیں قرآن جیسا دستورِ حیات لا کر دیا جس کی روشنی آج بھی ہر روشنی سے بے نیاز کرنے کیلئے کافی ہے۔

ذرا سوچ کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ خوب کہا ایک پنجابی شاعر نے

نور ازلی چمکیا، غائب ہنیرا ہوگیا　　　کملی والا آگیا، تھاں تھاں سویرا ہوگیا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں کہ تم سوئے ہوئے تھے بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور تمہارا آقا علیہ التحیۃ والثنا تمہارے غم میں بیقرار رہتا تھا اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر تمہاری بخشش کیلئے دعائیں کرتا تھا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب قیامت کے میدان میں کوئی پرسانِ حال نہیں ہوگا اور ہر زبان نفسی' نفسی پکار رہی ہوگی مگر تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا وہاں بھی اُمتی اُمتی فرما کر اپنے ربّ کے فضل سے تمہیں اپنے کوثر سے شربت پلائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کیا تمہیں احساس نہیں' آج بھی اللہ کے بعد اللہ کے فضل سے ہمارا سب سے بڑا سہارا، سب سے بڑا بیکس نواز، سب سے بڑا مشکل کشا، سب سے بڑا حاجت روا، سب سے بڑا محافظ، سب سے بڑا شفیع وہی آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا ہے۔

اسکے باوجود تمہیں اسکے احسانات کی قدر نہ ہو اور جب بھی کبھی تمہاری پسند، ناپسند کا امتحان ہو تو تم اسی آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی سنت کے برعکس اس کے دشمنوں کے طور طریقوں کو قبلہ عمل بناؤ کبھی تو اس کی محبت و شفقت کا پاس کرو، کبھی تو اس کی خوشنودی کو سامنے رکھو، کبھی تو اس کی رضا کا خیال کرو، کبھی تو اس کے کلمے کی لاج رکھو۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کتنے غضب کی بات ہے' میرے بھائیو! تمہارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہیں خلافت الٰہی کا تاج پہنا کر مشرق و مغرب بلکہ مہر و مہ و نجوم کا حاکم بنایا ہے اور تم اس کے دشمنوں کے کہنے پر ناچ گانے کے شوقین ہو جاؤ۔ ایک رقاص جو شاید کسی رقاصہ کی اولاد ہو، تمہیں نچانا چاہے تو تم بھول جاؤ کہ تمہارا کام ناچنا نہیں، زمانے کو اپنے اشارہ ابرو پر چلانا ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کتنے غضب کی بات ہے' میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! میرے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے تمہارے ننگے سر کو اور ننگے بدن کو عفت وحیا کے لباس سے آراستہ فرمایا اور تم ہو کہ اس سے محروم ہو کر پھر جنس سر بازار بننا پسند کرتی ہو۔ تمہیں اس بے آبروئی پر احتجاج کرنا چاہئے تھا نہ یہ کہ خود شوق سے ایک شیطان کے کہنے پر بے پردہ ہو جاؤ۔ ہاں ہاں تمہارے آقا علیہ التحیۃ والثنا نے باپردہ کر کے تمہیں تباہی و بربادی سے بچالیا اور تم ہو کہ ایک ہی سیٹی پر نیکریں پہن کر بے حیاؤں کے کہنے پر مردوں کے سامنے آجاتی ہو تم نے اپنے آقا علیہ التحیۃ والثنا کی کیا قدر کی!

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

کتنے غضب کی بات ہے کہ اے ملتِ اسلامیہ کے فرزندو! تمہیں حلیہ پسند آیا تو انگریز کا جو تمہارا قاتل ہے، تمہیں لباس پسند آیا تو اس انگریز کا جو صدیوں سے تمہارے مٹانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ اُف یہ تمہارے بال، تمہاری جسم سے چپکی ہوئی پتلونیں، تمہارے ایمان سوز اور حیا سوز حرکات وسکنات...... اے کاش! تمہیں اپنی پہچان ہوتی، اپنے مقصد حیات سے شناسائی ہوتی، اپنے خدا کا خوف اور اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی شرم ہوتی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم

اے کاش! تم عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار ہوتے اور کوئی تمہیں ایک انچ بھی مرکز اسلام سے دُور نہ کر سکتا۔

ذرا سوچو! تمہارا وہی حلیہ ہو جو کسی عیسائی، یہودی، ہندو مشرک اور ملحد کا ہے اور معاذ اللہ تمہیں دیکھ کے یہ پہچان ہی نہ سکے تم سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہو، تو کتنے گھاٹے کا سودا ہے کیا یہ خود فراموشی بلکہ خود فریبی نہیں ہے مگر آج ہسپتالوں میں تعلیمی اِداروں میں محکمانہ دفتروں میں سرکاری وغیر سرکاری سطح پر یہی ذوق پروان چڑھایا جا رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاذ اللہ پروا نہ کرو اور ان کے دشمنوں کے طور طریقے اپناؤ، کبھی تمہاری غیرت ملی ایک حقیقت مسلمہ تھی اور دنیا بھر کی قوموں پر تمہاری اس غیرت ملی کی بنا پر ہیبت تھی، مگر آج خود فروش وخود فراموش حاکموں، اسلام دشمن افسروں، بے شعور استادوں اور بے نور پیروں میں گھر کر اپنے مرکز سے دور ہو رہے ہیں اور اس کا نتیجہ ہے کہ روز بروز ذلیل ہو رہے ہیں مگر اس ذلت وخواری کو بھی ہم اپنے لئے باعثِ عزت سمجھتے ہیں۔ سچ فرمایا حضرت حکیم الامت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ؎

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

افسوس تہذیب حاضر نے ہمارا ذہن کتنا خراب، کتنا ویران اور کتنا تاریک کر دیا ہے۔

ہاں ہاں اے میرے بھائی! جب تو یا تیرا بیٹا اس قوم کا لباس پہنتا ہے، تو تجھے اپنے اللہ اور اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی ناراضی کا احساس کیوں نہیں ہوتا، جب تیری بیٹی یا بہن ننگے سر سکول، کالج یا بازار جاتی ہے تیری غیرت کیوں نہیں جاگتی۔ کبھی وہ وقت تھا کہ چند بیٹیوں کے دوپٹے جو قزاقوں نے بحیرہ عرب میں ان کے سر اُتروائے تھے۔ انہوں نے حجاج کو پکارا اور اس نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم علیہ الرحمۃ کو سندھ بھیج دیا۔ آج غیروں کی محبت نے تجھے ایسا دِیوانہ بنا دیا ہے کہ ایک نوجوان خاتون بڑے شوق سے ننگے سر اور پینٹ شرٹ کس کر بازاروں میں گھومتی ہے تو اسے احساس ہوتا ہے نہ اس کے باپ یا بھائی کو اور نہ اس کے خاوند کو۔

اے میرے بھائی! تیرا ایمان کیا اس حد تک مردہ ہو چکا ہے کہ تیرے اندر ذرہ بھر ہلچل پیدا نہیں ہوتی۔ سچ فرمایا تھا کونین کے والی، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

ان الحیاء و الایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الاخر و فی روایۃ ابن عباس
فاذا سلب احدھما تبعہ الاخر (بیہقی فی شعب الایمان)

حیا اور ایمان دونوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا گیا ہے، جب ان میں سے ایک کو اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسری چیز بھی اُٹھ جاتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک چیز چھین لی جاتی ہے
تو دوسری بھی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے۔

ہاں اے علمائے کرام، اے مشائخ عظام! تمہارے بھی کچھ فرائض ہیں۔ دنیا کو بتاؤ کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر سنت دینی و دُنیوی برکات کی جامع ہے اور اے مشائخ عظام! جس گھر یا جس گاؤں یا شہر میں پہنچو، وہاں نذرانے اکٹھے کرنا مقصود نہیں ہونا چاہئے بلکہ تہذیب اخلاق اور تزکیہ باطن تمہارا اصل منصب ہے، اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ میں نے تو ایسے بدبخت پیر بھی دیکھے ہیں جو خود جوان عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبواتے ہیں۔ ایسے بے شرم پیر شرم وحیا کی اشاعت کیونکر کر سکتے ہیں۔ آج پھر ایسے مشائخ کی ضرورت ہے جو زہد و تقویٰ کا مینار اور غیر ملی سے سرشار ہوں۔ حضور غوثِ اعظم خواجگان نقشبند، سیّدنا داتا گنج بخش ہجویری، خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تبلیغ و اشاعت کو سامنے رکھ کر ان کی روشنی میں ایک فکری و روحانی انقلاب سے برپا کر دیں۔ کس کو معلوم نہیں، جب برعظیم میں اسلام پر نازک ترین وقت آیا اور ڈر تھا کہ صورت حال اپنی ڈگر پر جاری رہتی تو چند سال میں برصغیر میں اسلام کا نام و نشان مٹ جاتا مگر سرہند کے شہباز ولایت حضرت امام ربانی سیّدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اسلام کو نرغہ اعداؤ سے رہا کرا لیا۔

یونہی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اپنے دور میں اسلام کے خلاف اُٹھنے والی بے شمار آوازوں کو خاموش کر دیا اس دور میں حضرت شمس الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہم الرحمۃ کا وجود مسعود بھی اسلامی تشخص کو محفوظ رکھنے میں بڑے کام آیا۔

اور میرے آقا و مولا تو تھے ہی لاثانی' عمل میں لاثانی' علم میں لاثانی' زہد و تقویٰ میں لاثانی' تزکیہ نفوس میں لاثانی' دِلوں کو زندہ کرنے میں لاثانی قدس سرہ کہتے ہیں میرا نام محمد حسین بھی اسی تاجدار لاثانی نے رکھا تھا اور نام رکھنے کی یہ برکت آج میرے رگ و پے کو گرما رہی ہے۔ پھر ان کے نورِ نظر' نبیرۂ اقدس' ان کے فکر و عمل کے وارث میرے آقا حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی مسیحا نفسی کا ایک جہاں گواہ ہے اور پھر ان کے بعد ان کے دونوں صاحبزادے یعنی حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ صاحب علیہم الرحمۃ نے بھی حالات سے مصالحت کے برعکس انہیں سدھارنے کی خوب مساعی فرمائیں۔ ہاں ہاں واقعی

کچھ لوگ تھے کہ وقت کے سانچوں میں ڈھل گئے
کچھ لوگ تھے وقت کے سانچے بدل گئے

یہ حضرات وقت کے سانچے بدلنے والے تھے اب ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے۔ یونہی اب ان علماء کی ضرورت ہے جو اخلاص و ایقان کا پیکر بن کر حضرت امام غزالی، حضرت امام رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدست اسرارہم کی طرح میدانِ عمل میں اُتریں اور قوم کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دیں۔

اے میرے قادر مطلق ارحم الرحمین اللہ اپنے محبوب و مطلوب حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اُمتِ مسلمہ کو اپنے منصب امامت پر پھر فائز فرما دے اور اس کے ذریعے دنیا بھر میں ایمان و اسلام کے انوار پھیلا دے۔ (آمین)

دنیا والے سن لیں اور خوب سن لیں !

اللہ جل شانہ کے دشمن اور باغی نیست و نابود ہو جائیں گے۔

محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں کا ڈنکا بجتا جائے گا۔

قرآنِ معظم و مقدس کے مقابلے میں سب آوازیں دبنے کو ہیں۔

اسلام کا آفتاب پوری آب و تاب سے چمکتا جائے گا۔

یہ ایک خواب نہیں حقیقت ہے اور اِن شاءاللہ دنیا چند روز تک اپنی آنکھ سے دیکھ لے گی۔